از عدالت عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 31 جنوری 1956

جے نارائن رام لنڈیا

بنام

کیدار ناتھ کھیتان و دیگراں۔

[ویوین بوس، جعفر امام اور چندر شیکھرا ایئر جسٹس صاحبان]

عمل درآمد- عدالت کا منتقلی کا اختیار- مخصوص کارکردگی کے لیے ڈگری- باہمی حالات ناقابل حل طور پر ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں- کسی خاص مواد میں تبدیلی، اگر جائز ہو- مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ V، سال 1908)، دفعہ 47، 42، آرڈر XXI، قاعدہ 32(1)۔

ایک عمل درآمد کرنے والی عدالت کسی ڈگری کے پیچھے نہیں جاسکتی تاکہ اس کی شرائط کو تبدیل کیا جاسکے اور جب فریقین پر عائد ہونے والی ذمہ داریاں باہمی اور لازم وملزوم ہوں، جس سے جزوی عمل درآمد ناممکن ہو، تو ڈگری کو مکمل طور پر اسی طرح انجام دیا جانا چاہیے جیسے وہ ہے یا بالکل نہیں۔ یہ خاص طور پر مخصوص کارکردگی کے لیے ڈگری کے بارے میں سچ ہے جہاں جو فریق عمل درآمد چاہتا ہے اسے عمل درآمد کرنے والی عدالت کو مطمئن کرنا چاہیے کہ وہ ان ذمہ داریوں کو نبھانے کی حیثیت میں ہے جو ڈگری اس پر عائد کرتی ہے۔

ایسے معاملات میں جہاں ڈگری کسی فریق کو دوسرے فریق کو دینے کی ہدایت کرتی ہے اس کی شناخت یا مواد تنازعہ میں ہے، صرف عمل درآمد کرنے والی عدالت کو ہی مجموع ضابطہ دیوانی کی دفعہ 47 کے تحت فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے اور کوڈ کی دفعہ 42 کے تحت منتقلی پر ڈگری پر عمل درآمد کرنے والی عدالت کے اختیارات اس عدالت کے اختیارات سے ملتے جلتے ہیں جس نے حکم نامہ منظور کیا تھا۔

یہ کہ اگرچہ آرڈر XXI کے ذریعہ فراہم کردہ داد رسائی، مجموع ضابطہ دیوانی کا قاعدہ 32(1) مخصوص کارکردگی کے لیے ڈگری پر عمل درآمد کے لیے دستیاب ہے، لیکن اس کا استعمال صرف ایک

شخص کر سکتا ہے جو ڈگری پر عمل درآمد کا حقدار ہے اور اگر، اس کی اپنی نااہلی کی وجہ سے وہ اپنا حصہ انجام دینے کے لیے، اسے عمل درآمد کے حصول سے روک دیا گیا ہے، آرڈر XXI، قاعدہ 32(1) کا کوئی اطلاق نہیں ہو سکتا۔

نتیجتاً، ایسے معاملے میں جہاں، جیسا کہ موجودہ وقت میں، مدعاعلیہ نے کسی معاہدے کی مخصوص کارکردگی کے لیے ڈگری پر عمل درآمد کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ خود اپنے فریق پر عائد ڈگری میں سے ایک ذمہ داری کو پورا کرنے سے قاصر تھا، یعنی شراکتداری فرم میں پانچ انا حصص کی منتقلی، اس وجہ سے کہ عمل درآمد کی تاریخ سے پہلے تحلیل ہونے سے فرم کا وجود ختم ہو گیا تھا، وہ ڈگری پر عمل درآمد کا حقدار نہیں تھا۔

مزید حکم ہوا کہ مدعاعلیہ کو اس کے بجائے تحلیل شدہ فرم کے اثاثوں میں پانچ آنے حصص کو تبدیل کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی، کیونکہ یہ اس ڈگری میں تبدیلی کے مترادف ہو گا جو عمل درآمد عدالت کرنے کی مجاز نہیں تھی۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 206، سال 1955۔

پٹنہ عدالت عالیہ کے 5 مئی 1954 کے فیصلے اور حکم کی اپیل پر متفرق مقدمہ نمبر 30، سال 1951 میں ماتحت جج موتیہاری کی عدالت کے 11 جولائی 1951 کے حکم سے اپیل کی گئی۔

وید ویاس، (ایس کے کپور اور گنپت رائے، اس کے ساتھ) اپیل کنندہ کے لیے۔

سی۔کے۔دپھتری، سالیسیٹر جنرل برائے بھارت (کے۔بی۔استھانہ اور سی۔پی۔لال، ان کے ساتھ) مدعا نمبر 1 کے لیے۔

31.1956 جنوری۔

عدالت کا فیصلہ بوس جسٹس نے سنایا۔

یہ اپیل بعض عمل درآمد کی کارروائیوں سے پیدا ہوتی ہے۔ اپیل کنندہ جینارین رام لنڈیا جس ڈگری پر عمل درآمد کرنا چاہتا ہے وہ وہ ہے جو ایک پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی میں کچھ حصص فروخت کرنے کے معاہدے کی مخصوص کارکردگی کی ہدایت کرتی ہے جسے گنگا دیوی شوگر ملز کے نام سے جانا جاتا ہے،

ساتھ ہی مارواڑی برادرز نامی شراکت داری فرم میں پانچ آنے حصص کے ساتھ، 2,45,000 روپے کی رقم کی ادائیگی پر۔

حقائق حسب ذیل ہیں۔ شراکتداری فرم، جسے مارواڑی برادرز کے نام سے جانا جاتا ہے، 29 فروری 1936 کو قائم کی گئی تھی۔ شراکت دار دو گروہوں پر مشتمل تھے جنہیں بیٹیا گروہ اور پیڈراونا گروہ کہا جاتا ہے۔ پدرونا گروہ (1) کیدارناتھ کھیتن اور (2) سورجمل نامی ایک فرم پر مشتمل تھا۔ یہ دونوں مقدمے میں مدعی تھے۔ کیدارناتھ سورجمل فرم کے شراکت داروں میں سے ایک تھا۔ بیٹیا گروہ (1) گوبردھن داس (2) جینارین رام لنڈیا (3) بدری پرساد اور (4) بشیشور ناتھ پر مشتمل تھا۔ بشیشور ناتھ کی موت پر ان کے بیٹے مدھن لال جھنجھن والا نے ان کے جوتوں میں قدم رکھا۔ یہ افراد مدعا علیہان تھے۔

مارواڑی برادرز فرم کا قیام چمپارن میں شوگر مل شروع کرنے کے لیے ایک کمپنی کو فروغ دینے اور نوے سال کی مدت کے لیے کمپنی کی انتظامی ایجنسی کو اپنے لیے محفوظ بنانے کے مقصد سے کیا گیا تھا۔ یہ کیا گیا۔ کمپنی کا سرمایہ روپے 8,00,000 پر مشتمل تھا جسے 1,000 روپے کے 800 حصص میں تقسیم کیا گیا تھا۔ حصص کو مندرجہ ذیل طریقے سے تقسیم کیا گیا۔ بیٹیا گروہ میں گوبردھن داس اور ان کے بھائی بدری پرساد کے 100 حصص تھے؛ جینارین کے 150 اور مدھن لال کے 100 تھے۔ اس طرح بیٹیا گروہ کے درمیان 350 حصص تھے۔ دوسرے گروہ (پدرونا) کے پاس بقیہ 450 حصص تھے۔

تقریباً پانچ سال بعد شراکت داروں کی دو جماعت الگ ہو گئ اور اس کے نتیجے میں، بیٹیا گروہ نے گنگا دیوی شوگر ملز لمیٹڈ میں اپنے حصص کی ایک مخصوص تعداد پدرونا گروہ کو مارواڑی برادرز فرم میں ایک خاص حصص کے ساتھ فروخت کرنے پر اتفاق کیا۔ فروخت کیے جانے والے حصص کی صحیح تعداد اور فرم میں حصص کی حد تنازعہ کا باعث تھی لیکن اس مرحلے پر ہمیں اس کی فکر نہیں ہے کیونکہ ہمیں صرف حتمی نتیجہ سے تشویش ہے جو اس وقت زیر عمل ڈگری میں شامل ہے۔

پیڈراونا گروہ نے مخصوص کارکردگی کے لیے مقدمہ دائر کیا اور تنازعہ کو وفاقی عدالت تک پہنچایا گیا۔ اس عدالت نے 6-5-1949 پر کلکتہ عدالت عالیہ کی ڈگری کی تصدیق کی۔ ڈگری کا مواد یہ تھا:

1. "یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہان جینارین رام لنڈیا اور مدھن لال جھنجھن والا کو مدعیوں کی طرف سے سود کے ساتھ روپے کی رقم کی ادائیگی اور یا ٹینڈر کرنے پر، مدعی گنگا دیوی شوگر ملز لمیٹڈ

میں مذکورہ مدعاعلیہان کے 250 حصص اور مارواڑی برادران میں ان کے پانچ انا حصص اور اس کے سلسلے میں تمام منافع اور منافع کے حقدار ہیں۔

2. "اور یہ مزید حکم اور ڈگری دی جاتی ہے کہ مدعی کی طرف سے مذکورہ مدعاعلیہان کو ادائیگی یا ٹینڈر کے خلاف۔ مذکورہ مدعاعلیہان-اپیل کنندگان اور تمام مناسب فریق مدعی کے حق میں مناسب عمل یا گنگادیوی شوگر ملز لمیٹڈ میں مذکورہ 250 حصص کی منتقلی یا تفویض کے اعمال اور مارواڑی برادران میں مذکورہ پانچ آنے حصص کے حق میں عمل درآمد کرتے ہیں۔

یہ پہلی عدالت کے ڈگری سے قدرے مختلف تھا۔ صحیح تغیر سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ مدعیوں (یعنی پدرونا گروہ) نے پہلی عدالت کی ڈگری کے کچھ وقت بعد اور کلکتہ ہائی کورٹ کے ڈگری کے سامنے رقم کی پیشکش کی۔ ٹینڈر قبول نہیں کیا گیا کیونکہ مدعاعلیہان (بیٹیا گروہ) نے اپیل کی تھی۔ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ ہائی کورٹ کے ڈگری کے بعد کوئی دوسرا ٹینڈر نہیں تھا۔

وفاقی عدالت معاملے کو طے کرنے کے بعد، مدعاعلیہان میں سے ایک، جینارین رام لنڈیا نے عمل درآمد کے لیے کلکتہ عدالت عالیہ میں درخواست دی۔ ڈگری ماتحت جج، موتیہری کو منتقل کر دی گئی، اور عمل درآمد کی کارروائی وہاں 25-1-1951 پر شروع ہوئی۔ مدعیوں میں سے ایک، کیدار ناتھ کھیتن نے 20-3-1951 پر اعتراض کی درخواست دائر کی۔ یہی وہ اعتراض ہے جس سے ہم فکر مند ہیں۔ دوسری چیزوں کے علاوہ، اعتراضات میں سے ایک یہ تھا کہ مدعاعلیہان ڈگری کے لحاظ سے ان پر عائد شرائط کو نافذ کرنے کی حیثیت میں نہیں تھے کیونکہ مارواڑی برادرز کی فرم کو وفاقی عدالت کی ڈگری سے پہلے فریقین کے درمیان قرارداد کے ذریعے تحلیل کر دیا گیا تھا اور اب اس کا وجود نہیں تھا۔ موجودہ اپیل تقریباً مکمل طور پر اس حقیقت اور اس سے نکلنے والے نتائج پر مبنی ہے۔

پہلی عدالت، یعنی موتیہری میں ماتحت جج کی عدالت جس کو ڈگری منتقل کی گئی تھی، نے اس موقف میں جانے سے انکار کر دیا کہ اس کا منتقلی عدالت طور پر کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے۔

مدعی کیدار ناتھ نے عدالت عالیہ میں اپیل کی اور کامیاب ہوا۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ منتقلی عدالت کا دائرہ اختیار ہے، کہ مارواڑی برادران کو تحلیل کر دیا گیا تھا اور اس کی وجہ سے مدعاعلیہان ڈگری پر عمل درآمد نہیں کر سکے۔

مدعاعلیہان نے یہاں اپیل کی۔

ہم سب سے پہلے حقیقت کے سوال پر غور کریں گے، یعنی، کیا مارواڑی برادران عمل درآمد کی درخواست کی تاریخ تک ایک فرم کے طور پر موجود تھے۔ اس نکتے پر ہم عدالت عالیہ سے اتفاق کرتے ہیں کہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر ایسا نہیں تھا۔

مدعی کیدار ناتھ نے اپنی اعتراضاتی عرضی میں زور دے کر کہا کہ فرم کو "مدعی اور مدعاعلیہان سمیت" فریقین کے درمیان قرارداد کے ذریعے تحلیل کر دیا گیا تھا۔ مدعاعلیہ جینارین رام لنڈیا نے اپنے جواب میں اس حقیقت کی تردید نہیں کی تھی حالانکہ یہ حقیقت خاص طور پر ان کے ذاتی علم میں ہونے کا الزام لگایا گیا تھا۔ یہاں تک کہ اگر وہ نہیں جانتا تھا کہ فرم کو تحلیل کر دیا گیا تھا یا نہیں (ایک ایسی حقیقت جو ان وجوہات کی بنا پر نہیں ہو سکتی جو ہم بعد میں بتائیں گے) وہ یقینی طور پر تسلیم کرنے یا انکار کرنے کی حیثیت میں تھا کہ آیا یہ حقیقت اس کے ذاتی علم میں تھی۔ اس لیے اس کی خاموشی کا صرف ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے۔

مدعاعلیہ کے فاضل وکیل نے ہمارے سامنے دلیل دی کہ اس حقیقت کو مضمرات سے مسترد کیا گیا ہے کیونکہ کیدار ناتھ نے کہا ہے کہ ان کا فریق ڈگری کے اپنے حصے کو انجام دینے کے لیے ہمیشہ تیار تھا اور رہا ہے۔ وکیل نے دلیل دی کہ جیسا کہ مدعیوں نے دعوی کیا کہ مارواڑی برادرز فرم کے تحلیل ہونے کے بعد کارکردگی ممکن نہیں تھی اس کا مطلب یہ ہے کہ فرم اب بھی موجود تھی۔ ہم اس دلیل کو مسترد کرتے ہیں اور یہ تبصرہ کرتے ہیں کہ یہ ایک اور دلیل سے مطابقت نہیں رکھتا جس پر اس عدالت میں بھی زور دیا گیا تھا، یعنی کہ تحلیل کی حقیقت مدعاعلیہ کی طرف سے کارکردگی کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔

جواب دہندہ کی زبان کے بالکل علاوہ، مدعاعلیہ جینارائن نے یہاں اپیل کرنے کی اجازت کے لیے عدالت عالیہ میں کی گئی اپنی درخواست کے پیراگراف 15 میں کہا کہ

"مذکورہ مارواڑی برادران مذکورہ ترسیل کی تاریخ 14 ستمبر 1950 کو وجود میں تھے، اور گنگا دیوی شوگر ملز کو نارتھ بہار شوگر ملز تک پہنچانے پر قدرتی موت کا شکار ہو گئے۔"

یہ ایک واضح اعتراف ہے کہ فرم کو کسی بھی طرح 14-9-1950 پر تحلیل کر دیا گیا تھا۔ مدعی دلیل یہ ہے کہ اسے بہت پہلے تحلیل کر دیا گیا تھا لیکن اس سے اس اپیل پر کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ 14-9-1950 بھی عمل درآمد کی درخواست کی تاریخ سے پہلے کی بات ہے۔

مدعاعلیہ کے فاضل وکیل نے بھی اس کی وضاحت کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے کہا کہ مدعا علیہ کا یہ مطلب نہیں تھا کہ اس تاریخ کو فرم کو تحلیل کر دیا گیا تھا بلکہ یہ کہ چونکہ واحد مقصد جس کے لیے فرم موجود تھی، یعنی گنگا دیوی شوگر ملز کی مینجنگ ایجنسی چلی گئی تھی، اس لیے فرم اب کام نہیں کر سکتی تھی۔

اسے سمجھنے کے لیے کچھ مزید حقائق درکار ہوں گے۔ جب مدعی کی اپیل کی سماعت عدالت عالیہ میں ہو رہی تھی، مدعاعلیہان نے 14-4-1954 پر اس عدالت میں درخواست دائر کر کے 14-9-1950 کے بعنامہ کی شکل میں مزید ثبوت پیش کرنے کی اجازت طلب کی۔ مدعاعلیہ نے دعویٰ کیا کہ اسے حال ہی میں معلوم ہوا ہے کہ گنگا دیوی شوگر ملز نے اپنی تمام زمین، مشینری وغیرہ نارتھ بہار شوگر ملز کو 14-9-1950 پر فروخت کر دی ہے۔ اس نے انتظامی ایجنسی کو ختم کر دیا، اور چونکہ فرم کا واحد کاروبار یہ انتظامی ایجنسی تھی اور چونکہ یہی واحد مقصد تھا جس کے لیے فرم تشکیل دی گئی تھی، اس لیے اب یہ کام کرنے کے قابل نہیں تھی۔ لیکن انہوں نے کہا کہ یہ دستاویز حتمی طور پر ظاہر کرے گا کہ یہ فرم اس تاریخ کو موجود تھی۔ عدالت عالیہ نے اس دستاویز کو قبول کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ اپیل میں اضافی ثبوت کو داخل کرنے کی واحد بنیاد یہ ہے کہ جب عدالت پہلے سے موجود مواد پر فیصلہ سنانے سے قاصر ہو؛ کیونکہ یہاں ایسا نہیں تھا، اس نے دستاویز کو مسترد کر دیا۔

ہمیں یہ فیصلہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا ایک طرف کیسوجی اسور بنام G.I.P ریلوے ([1]) اور پرسوتم بنام لال موہر ([2]) اور دوسری طرف اندرجیت پرتاپ شاہی بنام امر سنگھ ([3]) میں پریوی کونسل کے فیصلوں کے درمیان کوئی تنازعہ ہے کیونکہ، اگر اس ثبوت کو تسلیم کیا جانا تھا اور اسے سچ کے طور پر قبول کیا جانا تھا، تب بھی عدالت عالیہ میں مدعاعلیہ کا اعتراف ہو گا کہ فرم کم از کم 14-9-1950 پر تحلیل ہو گئی تھی۔ ہم اس بیان کی کسی اور طریقے سے تشریح نہیں کر سکتے۔ مدعی کا کہنا ہے کہ تحلیل بہت پہلے ہو چکی تھی اور فروخت کے دستاویز میں جس فرم کا ذکر کیا گیا تھا اب وہ وہی فرم نہیں تھی بلکہ اسی نام کی ایک اور فرم تھی، لیکن اگر مدعاعلیہ کا بیان بھی قبول کیا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ اس کے بیان کے مطابق بھی اس کی سزائے موت کی درخواست سے پہلے تحلیل ہو گئی تھی اور اس وجہ سے مدعاعلیہان مارواڑی برادرز فرم میں اپنا پانچ آنے حصہ تفویض کرنے کی حیثیت میں نہیں تھے۔ اب ہمیں اس کے اثرات پر غور کرنا ہو گا۔

اس کے بارے میں زیادہ تر دلیل اس سوال کے گرد گھومتی تھی کہ کیا مساوی اصول جو مخصوص کارکردگی کے لیے مقدمے میں ڈگری سے پہلے حاصل کرتے ہیں وہ عمل درآمد کے مرحلے پر جاری رہتے ہیں۔ ہمارے لیے یہاں اس میں جانا ضروری نہیں ہے کیونکہ موجودہ معاملے میں حیثیت بہت آسان ہے۔ جب کوئی ڈگری دونوں فریقوں پر ذمہ داریاں عائد کرتی ہے جو اس طرح مشروط ہیں کہ ایک کی کارکردگی دوسرے کی کارکردگی پر مشروط ہے تو اس پر عمل درآمد کا حکم اس وقت تک نہیں دیا جائے گا جب تک کہ عمل درآمد کا خواہاں فریق نہ صرف اپنا حق ادا کرنے کی پیشکش نہ کرے بلکہ جب اعتراض اٹھایا جائے تو عمل درآمد کرنے والی عدالت کو مطمئن نہ کرے کہ وہ ایسا کرنے کی حیثیت میں ہے۔ کسی بھی دوسرے اصول کی ڈگری کی شرائط کو تبدیل کرنے کا اثر ہوگا: ایک ایسی چیز جو عمل درآمد کرنے والی عدالت نہیں کر سکتی۔ یقیناً ایسے ڈگریاں ہو سکتی ہیں جن میں ہر فریق پر عائد ذمہ داریاں الگ اور علیحدہ ہو سکتی ہیں اور ایسی صورت میں ہر فریق کو اس پر عمل درآمد کے لیے چھوڑ دیا جا سکتا ہے۔ لیکن جب ذمہ داریاں باہمی ہوں اور ایک دوسرے سے جڑی ہوں تاکہ انہیں الگ نہ کیا جا سکے، تو یکطرفہ طور پر کارکردگی کو نافذ کرنے کی کوئی بھی کوشش اس حد تک ہدایات کو شکست دینا اور ان کے پیچھے جانا ہوگا جو یقیناً ایک عمل درآمد کرنے والی عدالت نہیں کر سکتی۔ اس لیے واحد سوال یہ ہے کہ کیا موجودہ معاملے میں ڈگری اسی نوعیت کی ہے۔

ہم واضح ہیں کہ ایسا ہے۔ ڈگری کے متعلقہ حصے کا حوالہ پہلے ہی دیا جا چکا ہے۔ یہ ہدایت کرتا ہے کہ

> "مدعی کی طرف سے ادائیگی یا ٹینڈر کے خلاف................. مذکورہ مدعا علیہان................. مدعی کے حق میں مناسب عمل یا منتقلی کے اعمال پر عمل درآمد کریں................. مارواڑی برادران میں پانچ آنے حصہ لیتے ہیں۔................."

یہ ایک ہی ڈگری میں دو آزاد اور علیحدہ ہونے والی سمتوں کا معاملہ نہیں ہے بلکہ باہمی حالات کے ایک سیٹ کا معاملہ ہے جو ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں تاکہ وہ ایک دوسرے کے بغیر موجود نہ رہ سکیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مخصوص کارکردگی کے لیے ایک ڈگری ہے جہاں خود ڈگری نہیں دی جا سکتی جب تک کہ کارکردگی کا متلاشی فریق تیار نہ ہو اور سودے بازی کے اپنے پہلو کو انجام دینے کے لیے تیار نہ ہو اور ایسا کرنے کی حیثیت میں نہ ہو، صرف اس نتیجے کو مضبوط کرتا ہے جو استعمال شدہ زبان

کا معنی اور ارادہ تھا۔ لیکن جس اصول پر ہم بنیاد رکھ رہے ہیں وہ مخصوص کارکردگی کے معاملات تک محدود نہیں ہے۔ یہ اس وقت لاگو ہوگا جب بھی کسی ڈگری کو اس طرح مشروط کیا جائے کہ ایک فریق کا دوسرے سے کارکردگی حاصل کرنے کا حق اس کی تیاری اور اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کی صلاحیت پر مشروط ہو۔ وجہ یہ ہے کہ، جیسا کہ ہم نے وضاحت کی ہے، کہ بصورت دیگر مؤقف اختیار کرنا یہ ہوگا کہ ایک عمل درآمد کرنے والی عدالت کو ڈگری کے پیچھے جانے کی اجازت دی جائے اور اس کی شرائط کو الگ اور تقسیم کرنے والے حصوں میں تقسیم کیا جائے جو ایک ناقابل تقسیم مجموعی کے طور پر تشکیل دی گئی تھی اور ان کے درمیان کسی باہمی تعلق کے بغیر الگ اور علیحدہ وجود رکھتے ہیں گویا وہ الگ اور واضع مقدمات میں الگ ڈگری تھی۔

مخصوص کارکردگی پر فرائی کا حوالہ ہمیں دیا گیا تھا (چھٹا ایڈیشن، باب چہارم، صفحات 546 کے بعد) جہاں فاضل مصنف کا کہنا ہے کہ فیصلے کے بعد راحت اکثر پہلے کی طرح ہی حاصل کی جا سکتی ہے: اس طرح کسی معاہدے کا فریق، مناسب صورت میں، معاہدے کی منسوخی وغیرہ کے لیے درخواست دے سکتا ہے۔ دوسری طرف سے اس بات پر زور دیا گیا کہ اگر ایسا کیا جا سکتا ہے تو یہ صرف اس عدالت ذریعے کیا جا سکتا ہے جس نے ڈگری پاس کی ہو نہ کہ عمل میں۔ ہم اس کا جائزہ لینے کا ارادہ نہیں رکھتے کیونکہ یہاں تک کہ اگر یہ علاج بھی موجود ہیں، بشرطیکہ مناسب عدالت میں درخواست دی جائے، تو یہ عمل درآمد کے بنیادی اصول کو متاثر نہیں کرتا ہے کہ عمل درآمد کرنے والی عدالت کو اپنی حیثیت کے مطابق ڈگری لینی چاہیے اور وہ اس کے پیچھے نہیں جا سکتی۔ اگر ڈگری یہ کہتی ہے کہ ادائیگی کیے جانے پر کچھ قطعی اور مخصوص چیز دوسری طرف دی جاتی ہے، تو عمل درآمد کرنے والی عدالت اسے تبدیل نہیں کر سکتی اور جس چیز کو دینے کا حکم دیا گیا ہے اس کے لیے کسی اور چیز کو تبدیل کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔

مدعا علیہان-اپیل کنندہ کے وکیل نے دلیل دی گئی کہ اگر مارواڑی برادران ایک فرم کے طور پر موجود نہیں ہیں تب بھی مدعی تحلیل ہونے پر اپنے اثاثوں میں پانچ آنے حصص کا حقدار ہے، ایک جاری شراکت داری کے ادارے میں پانچ آنے کے حصے سے بہت مختلف چیز ہے؛ اور اس درجے میں اس متبادل کی اجازت دینا اسے بہت ہی مادی طور پر تبدیل کرنا ہوگا۔ مدعا علیہ کو عدالت سے پوچھنے کا حق ہو یا نہ ہو جس نے اسے اس طرح سے تبدیل کرنے کے لیے ڈگری پاس کی لیکن وہ یقینی طور پر عمل

درآمد کرنے والی عدالت سے ایسا کرنے کے لیے نہیں کہہ سکتا۔ ڈگری کو یا تو نافذ کیا جانا چاہیے کیونکہ یہ قانون کے ذریعہ اجازت شدہ طریقوں میں سے کسی ایک میں ہے یا بالکل نہیں۔

عدالت عالیہ میں، اور ہمارے سامنے بھی، اس حقیقت کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا تھا کہ عدالت عالیہ کی طرف سے ڈگری میں تبدیلی کے بعد مدعی نے رقم واپس نہیں کی تھی اور یہ دلیل دی گئی تھی کہ اسے مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر XXI، رول 32(1) کے تحت مدعاعلیہ کے جائیداد کو منسلک کرنے کے حق کا مقابلہ کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ آرڈر XXI، رول 32(1) میں فراہم کردہ دادرسائی، یقیناً، مخصوص کارکردگی کے لیے ڈگری پر عمل درآمد میں دستیاب دادرسائی میں سے ایک ہے لیکن یہ صرف ایک شخص استعمال کر سکتا ہے جو ڈگری پر عمل درآمد کا حقدار رہے، اور اگر، اپنے حصے کی کارکردگی کی وجہ سے، وہ عمل درآمد کے حصول سے روک دیا گیا ہے، آرڈر XXI، قاعدہ 32(1)، لاگو نہیں ہو سکتا۔

واحد سوال جو باقی ہے وہ یہ ہے کہ آیا عمل درآمد کرنے والی عدالت اس بات پر غور کر سکتی ہے کہ آیا مدعاعلیہ ڈگری کے اپنے حصے کو انجام دینے کی حیثیت میں ہے یا نہیں۔ لیکن یقیناً یہ ہو سکتا ہے۔ اگر عمل درآمد کرنے والی عدالت اس سوال پر غور نہیں کر سکتی تو کون کر سکتا ہے؟ عمل درآمد کرنے والی عدالت کو یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ مدعاعلیہ مدعی کو وہی چیز دیتا ہے جو ڈگری ہدایت کرتی ہے نہ کہ کچھ اور، لہذا اگر اس کی شناخت یا مادے کے بارے میں کوئی تنازعہ ہے تو ڈگری پر عمل درآمد کرنے والی عدالت کے علاوہ کوئی بھی اس کا تعین نہیں کر سکتا۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو واضح طور پر ڈگری کے عمل درآمد، اخراج اور اطمینان سے متعلق ہے اور اس لیے مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ 47 کے تحت، اس کا تعین صرف ڈگری پر عمل درآمد کرنے والی عدالت ہی کر سکتی ہے۔ اور جہاں تک پہلی عدالت اس نتیجے کا تعلق ہے کہ وہ ان معاملات کا فیصلہ نہیں کر سکتی کیونکہ یہ عدالت نہیں تھی جس نے ڈگری منظور کی تھی، یہ کہنا کافی ہے، جیسا کہ عدالت عالیہ نے کیا تھا، کہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 42 واضح طور پر عدالت کو اس ڈگری پر عمل درآمد کرنے کے وہی اختیارات دیتی ہے جو اسے اس ڈگری پر عمل درآمد کرنے میں ملتے ہیں جیسے کہ وہ خود ہی منظور ہو چکی ہو۔

اپیل کنندہ کی طرف سے زور دیا گیا اگلا نقطہ یہ تھا کہ چونکہ مدعی نے وفاقی عدالت کے سامنے موجودہ اعتراض نہیں اٹھایا جب اس نے اپنی ڈگری پاس کی تھی، اس لیے اسے اب ایسا کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ یہ مخصوص کارکردگی کے لیے ڈگری کے خلاف مزاحمت کرنے کے لیے

ایک اچھی بنیاد ہوتی لیکن عمل درآمد پر اعتراض کا کوئی جواب نہیں ہے۔ مدعاعلیہ نے ڈگری پاس ہونے پر اپنا کردار ادا کرنے کا عہد کیا اور اسے عمل درآمد کی درخواست کرنے سے پہلے اس ذمہ داری کو پورا کرنا ہوگا کیونکہ ڈگری کو، اس کی زبان اور ارادے کے پیش نظر، یا تو مجموعی طور پر عمل درآمد دی جانی چاہیے یا بالکل نہیں؛ اسے مختلف اور غیر متعلقہ حصوں میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا اور یکطرفہ طور پر عمل درآمد دی جاسکتی ہے۔ منظوری میں یہ مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ مدعاعلیہ کا اتنا ہی فرض تھا کہ وہ عدالت ذریعے معاہدے میں ترمیم کی درخواست کرے جس نے ڈگری منظور کیا، یا بعد میں ڈگری کی شرائط میں ترمیم کی، اگر وہ ان حقائق کو اس وقت نہیں جانتا تھا، جیسا کہ وہ کہتا ہے، یہ مدعی کا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ڈگری ان شرائط میں منظور کی گئی تھی اور اسے یا تو اسی طرح انجام دیا جانا چاہیے یا بالکل نہیں جب تک کہ اسے منظور کرنے والی عدالت اسے تبدیل یا ترمیم نہ کرے۔

پھر یہ دلیل دی گئی کہ عمل درآمد پر یہ اعتراض مدعی کو کلکتہ عدالت عالیہ میں اس وقت لینا چاہیے تھا جب مدعاعلیہ نے ڈگری موتیہری کو منتقل کرنے کے لیے کہا تھا اور چونکہ ایسا نہیں کیا گیا تھا اس لیے اب بہت دیر ہو چکی ہے۔ لیکن یہاں بھی جواب ایک ہی ہے۔ کلکتہ عدالت عالیہ کے سامنے اس کی درخواست پر واحد سوال یہ تھا کہ کیا ڈگری منتقل کی جانی چاہیے یا نہیں۔ آیا مدعی عدالت عالیہ میں اعتراض لے سکتا تھا یا لے سکتا ہے، یہ نقطہ نظر سے باہر ہے کیونکہ یہ واضح ہے کہ اسے صرف اس مسئلے پر ایسا کرنے کی ضرورت نہیں تھی جو منتقلی کی درخواست میں اٹھایا گیا تھا، یعنی، ڈگری منتقل کی جانی چاہیے یا نہیں؛ زیادہ سے زیادہ صرف یہ کہا جاسکتا تھا کہ مدعی کے پاس دو فوروموں کا انتخاب تھا۔ اگر اپیل کنندہ دلیل کو اس کے منطقی نتیجے پر دھکیل دیا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جب بھی کسی ڈگری کو منتقل کیا جاتا ہے تو عمل درآمد پر تمام اعتراضات ختم ہونے چاہئیں جب تک کہ منتقلی کی ہدایت دینے والے عدالت کا حکم ان مسائل کو واضح طور پر بیان نہ کرے جن کا تعین کرنے کے لیے منتقلی عدالت آزاد ہے۔ ہماری رائے میں مجموعہ ضابطہ دیوانی کا دفعہ 42 اس دلیل کا مکمل جواب ہے۔

اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ مسترد کر دی جاتی ہے۔